محمد وسیم اختر مفتی

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۸)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مسند خلافت پر فائز ہونا

۳۵ھ: حضرت عثمان کو شہید کرنے کے بعد بلوائی نیا امیر منتخب کیے بغیر واپس نہ جانا چاہتے تھے۔ مصری حضرت علی کو ڈھونڈتے رہے، لیکن وہ مدینہ کے باغوں میں چھپتے رہے۔ بصری حضرت طلحہ بن عبید اللہ، جب کہ کوفی حضرت زبیر بن عوام کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ دونوں کے انکار کے بعد انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد اللہ بن عمر کو خلیفہ بننے کے لیے کہا تو انھوں نے کہا: ہمیں خلافت کی خواہش نہیں۔ حضرت عثمان کی شہادت کے پانچویں دن انھوں نے اہل مدینہ کو اکٹھا کر کے کہا: ایک دن کے اندر خلیفہ کا انتخاب کر لو، ورنہ ہم علی، طلحہ، زبیر اور دیگر کئی افراد کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ سر کردہ مہاجرین و انصار حضرت علی کے پاس آئے اور کہا: ملت کا ایک مقتدیٰ و رہنما ہونا ضروری ہے۔ انھوں نے کہا: مجھے اقتدار کی کوئی خواہش نہیں، جسے تم چن لو گے، میں بھی مان لوں گا۔ صحابہ بولے: ہم آپ کے علاوہ کسی کو منتخب نہ کریں گے، کیونکہ آپ سے بڑھ کر اس منصب کا کوئی حق دار نہیں۔ آپ اسلام کی طرف سبقت کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت رکھنے میں سب سے آگے ہیں۔ حضرت علی نے کہا: میں امیر کے بجاے وزیر بننا چاہوں گا۔ لوگوں نے کہا: ہم آپ ہی کی بیعت کریں گے، آپ نے دیکھ لیا ہے کہ اسلام پر کیسی مصیبت نازل ہوئی ہے اور ہمیں کیسی آزمایش سے گزرنا پڑا ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا: تمھارے انتخاب سے کیا ہوتا ہے جب تک اہل بدر اور اہل شوریٰ مجھے خلیفہ تسلیم نہ کر لیں۔ وہ جسے چاہیں خلافت سونپ دیں، میں سب سے آگے بڑھ کر سمع و طاعت

کروں گا۔ طلحہ و زبیر کی نیت بھی معلوم ہونی چاہیے۔ اصحاب بدر کو جمع کیا گیا اور ان کے اصرار پر وہ بیعت لینے پر راضی ہوئے۔ پھر کہا: میں تمھیں اپنی مرضی پر چلاؤں گا اور کسی کے عتاب کی پروانہ کروں گا۔ یہ بیعت خفیہ نہیں، بلکہ کھلے عام مسجد میں، مسلمانوں کی رضامندی سے ہونی چاہیے (کنز العمال، رقم ۱۴۲۷۸)۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو مسجد میں جمع کرنے سے روکا، لیکن حضرت علی اپنے فیصلے پر قائم رہے۔ مصر کے فسادی حضرت علی کے انتخاب پر خوش تھے، جب کہ کوفہ و بصرہ کے خارجیوں کو حضرت طلحہ و حضرت زبیر کے آگے نہ آنے پر سخت غصہ تھا۔

بیعت

۲۵/ ذی الحجہ ۳۵ھ: جمعہ کا دن تھا، حضرت علی نے ریشمی عمامہ باندھ رکھا تھا، ایک کمان سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور کہا: کل ہم ایک فیصلہ کر کے جدا ہوئے تھے جس پر میں راضی نہ تھا۔ تم اگر اب بھی اس فیصلے پر عمل کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک، ورنہ مجھے کسی سے کوئی گلہ نہ ہو گا۔ سب نے کہا: ہم اسی پر قائم ہیں۔ پھر انھوں نے حضرت طلحہ و حضرت زبیر سے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمھاری بیعت کر لوں۔ دونوں نے کہا: ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے مفلوج ہاتھ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے بیعت کی کہ مجھے اس پر مجبور کیا گیا ہے۔ پھر حضرت زبیر بن عوام نے یہی الفاظ کہتے ہوئے دست بیعت بڑھایا۔ حبیب بن ذؤیب نے طنز کیا، جس بیعت کی ابتدا لنجے ہاتھ سے کی گئی ہو، مکمل نہ ہو گی۔ اصل میں بلوائیوں نے ان سے بیعت لینا ضروری سمجھا تھا، حضرت زبیر کو بصرہ کے باغیوں نے تلوار سے کچوکے لگائے، جب کہ اشتر اور اہل کوفہ حضرت طلحہ کو گھسیٹتے ہوئے بیعت کے لیے لائے۔ زیادہ تر اہل ایمان نے اسی روز حضرت علی کی بیعت کر لی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: تمام لوگ بیعت کر لیں گے تو ہم بھی کر لیں گے۔ حضرت علی نے حضرت سعد کو کچھ نہ کہا۔ اشتر نے حضرت عبداللہ بن عمر کی گردن اڑانا چاہی تو حضرت علی نے کہا: ان کی ضمانت میں دیتا ہوں۔ انصار کی اکثریت بیعت کرنے والوں میں شامل تھی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک، حضرت مسلمہ بن مخلد، حضرت ابو سعید خدری، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت زید بن ثابت، حضرت رافع بن خدیج، حضرت فضالہ بن عبید اور حضرت کعب بن عجرہ نے بیعت نہ کی۔ حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت صہیب رومی، حضرت سلمہ بن سلامہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت قدامہ بن مظعون اور حضرت مغیرہ بن شعبہ اسی زمرہ میں شامل تھے۔ ایک روایت کے مطابق بیعت بنو عمرو بن مبذول (محصن: تاریخ بغداد) کے باغ میں ہفتے کے دن ہوئی۔ اہل کوفہ کہتے ہیں: اشتر نے ایک دن

پہلے ۲۴/ ذی الحجہ کو بیعت کی۔ بیعت کے بعد حضرت علی نے مروان، حضرت ولید بن عقبہ اور بنوامیہ کے دیگر افراد کے بارے میں پوچھا تو انھیں بتایا گیا کہ وہ مدینہ چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ قاتلین عثمان نے حضرت علی کی بیعت کر کے سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ ان مضطربانہ حالات میں حضرت علی کے لیے ان سے گریز کرنا دشوار تھا۔ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں: و قاتلان بجز آنکہ پناہی بحضرت مرتضیٰ برند باو بیعت کنند علاج نیافستند (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ۱۴۳)۔

افتتاحی خطبہ

بار خلافت اٹھانے کے بعد حضرت علی نے افتتاحی خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اللہ کی اطاعت کرو، اس کی نافرمانی سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب ہدایت نازل کی جس میں خیر و شر کو خوب واضح کر دیا ہے۔ خیر پاؤ تو اسے اپنا لو، برائی دیکھو تو چھوڑ دو۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور اپنے امام کی نصیحت مانو۔ فرائض تم کو اللہ تک پہنچا دیں گے اور اللہ جنت میں لے جائے گا۔ اللہ نے مسلمان کی حرمت کو سب حرام اشیا پر مقدم رکھا ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کو توحید و اخلاص سے منسلک کر دیا ہے۔ جس نے اللہ کی خاطر اپنے رشتہ دار سے نیکی کی، اللہ اسے دنیا میں اس کا اجر اور آخرت میں دگنا ثواب دے گا۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ کسی مسلمان کا خون واجب قصاص اسباب کے سوا حلال نہیں ہوتا۔ لوگ آگے آگے ہیں اور پیچھے قیامت دوڑی آ رہی ہے۔ آہستہ چلو گے تو یہ تمھیں آن لے گی۔ اللہ کے بندو، اللہ کی زمین اور اس کے بندوں کے باب میں اللہ سے ڈرو۔ تم سے جایدادوں اور چوپایوں کے بارے میں بھی بازپرس ہو گی۔ آخر میں انھوں نے یہ آیت تلاوت کی: 'وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ'، ''اس وقت کو یاد کرو جب تم کم تعداد اور زمین میں کمزور تھے، تمھیں خوف ہی رہتا تھا کہ لوگ تمھیں ملیامیٹ نہ کر دیں۔ تب اللہ نے تمھیں جائے پناہ دی اور اپنی نصرت سے تم کو مضبوط کیا اور تمھیں پاکیزہ رزق دیا، شاید کہ تم شکر گزار بنو'' (الانفال ۸: ۲۶)۔

حضرت علی خطبہ دے کر منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مصر سے آنے والے فسادیوں نے یہ شعر پڑھا:

خذها إليک واحذرًا يا أبا حسن

إنـا نمـرّ الأمـر إمـرار الرسـن

''اے ابوالحسن، یہ بات یاد رکھیے اور متنبہ رہیے کہ ہم اپنا کام اس طرح پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں، جس

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

طرح اونٹ کے گلے میں رسی ڈال کر بل دے دیے جاتے ہیں۔''

حضرت علی نے یہ کہہ کر جواب دیا:

إني عجزت عجزة ما أعتذر

سوف أكيس بعدها وأستمر

''میں اتنا مجبور ہو گیا ہوں کہ عذر بھی پیش نہیں کر سکتا شاید اس کے بعد میں اس کام کو سمجھ جاؤں اور اسے کر گزروں۔''

قصاص عثمان کا مطالبہ

حضرت علی گھر پہنچے تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور کچھ اور صحابہ ان کے پاس آئے اور کہا: ہم نے (بیعت کے وقت) حدود قائم کرنے کی شرط عائد کی تھی۔ یہ بلوائی عثمان کے قتل میں شامل رہے ہیں، اس لیے انھوں نے قصاص کے لیے اپنی جانوں کو حلال کر دیا ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا: جو تم جانتے ہو، میں بھی اس سے بے خبر نہیں، پر ان لوگوں کا کیا کروں جو ہم پر حاوی ہیں اور ہمیں ان پر اقتدار حاصل نہیں۔ تمھارے کچھ غلام اور بدو بھی عثمان کے قتل میں شریک رہے ہیں۔ اس صورت حال میں کیا تم اپنا ارادہ نافذ کرنے کی قدرت پاتے ہو؟ جواب ملا: نہیں۔ حضرت علی نے کہا: جب تک لوگ ایک رائے پر جمع نہ ہو جائیں قصاص لینا ممکن نہیں۔ میری طرف سے مطمئن رہو، حالات بہتر ہو جائیں تو مجھ سے رجوع کرنا۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.com

اس اثنا میں حضرت علی حضرت عثمان کی بیوہ نائلہ کے پاس گئے اور پوچھا: عثمان کو کس نے قتل کیا؟ انھوں نے دو افراد کا حلیہ بتایا اور کہا: مجھے کسی کا نام نہیں معلوم، البتہ میں حملہ آوروں کو چہروں سے شناخت کر سکتی ہوں۔ محمد بن ابو بکر ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی نے محمد کو بلایا تو اس نے بتایا: میں عثمان کے پاس آیا تھا، لیکن جب انھوں نے میرے والد کا ذکر کیا تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ ان پر ہاتھ ڈالا نہ قتل میں حصہ لیا۔ نائلہ نے کہا: یہ سچ ہے، لیکن یہی قاتلوں کو گھر میں لے کر آیا۔

بنوامیہ کے لوگ مدینہ سے جا چکے تھے۔ حضرت علی کے جواب کے بعد قصاص کے مسئلے پر قریش منقسم ہو گئے۔ کچھ افراد نے ان کا ساتھ دینا بہتر سمجھا، باقیوں نے کہا: ہمیں اپنی ذمہ داری خود نبھانی چاہیے اور اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ علی اپنی رائے دے چکے ہیں، آنے والے حالات میں وہ باقی قبائل کے بجائے قریش ہی کے لیے زیادہ سخت گیر ثابت ہوں گے۔ حضرت علی نے یہ بات سنی تو ان سے خطاب کیا۔ قریش کی اہمیت اور ان کے فضائل بیان کرنے کے بعد حکم دیا: کوفہ، بصرہ، مصر اور دوسرے شہروں سے آئے افراد مدینہ خالی کر دیں۔

بدو اپنے چشموں پر واپس چلے جائیں۔ بدوؤں نے ان کا حکم مان لیا، لیکن فرقۂ سبائیہ (سبیئہ) نے اطاعت نہ کی۔

حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر صحابہ کی حضرت علی سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: اب تم عثمان کے قاتلوں کو پکڑ کر اپنا قصاص لے سکتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا: بدوؤں کے جانے کے بعد بھی اشرار کی قوت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ حضرت طلحہ نے تجویز دی کہ انھیں بصرہ اور زبیر کو کوفہ کی گورنری دے دی جائے تو وہ وہاں سے فوج اکٹھی کر لائیں گے جو مدینہ کو خوارج اور قاتلین عثمان سے خالی کرا دے گی۔ حضرت علی نے کہا: میں اس پر غور کروں گا۔

حضرت مغیرہ اور حضرت ابن عباس کا مشورہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حضرت طلحہ و حضرت زبیر کی حضرت علی سے ملاقات کا علم ہوا تو وہ حضرت علی کے پاس آئے اور کہا: میں حق اطاعت اور حق نصیحت ادا کرتے ہوئے آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ عثمان کے مقررہ گورنر شام معاویہ، گورنر بصرہ عبداللہ بن عامر اور دیگر گورنروں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا جائے۔ یہ آپ کی بیعت کر لیں اور لوگ پر سکون ہو جائیں تو جسے چاہیں معزول کر دیں۔ حضرت علی نے کہا: میں ان لوگوں کو ایک لحہ کے لیے والی رکھنے پر تیار نہیں۔ اگلے دن وہ پھر آئے اور کہا: میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کی راے صائب ہے، آپ کا جس پر اطمینان ہو، اسے عامل بنائیے۔ حضرت مغیرہ نکلے تو حضرت عبداللہ بن عباس جنھیں حضرت عثمان نے امیر حج بنا کر بھیجا تھا، مکہ سے لوٹ کر حضرت علی کے پاس پہنچے۔ انھوں نے پوچھا: مغیرہ نے کیا کہا؟ حضرت علی نے کہا: کل انھوں نے یہ مشورہ دیا تھا اور آج یہ کہہ دیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: کل انھوں نے حق نصیحت ادا کیا تھا اور آج خیر خواہی نہیں کی۔ حضرت علی نے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے جواب دیا: بہتر تھا کہ عثمان کی شہادت کے وقت آپ مدینہ میں ہوتے، تب لوگ آپ کی خلافت پر متفق ہوتے۔ آپ جسے مرضی ہٹا دیں، لیکن معاویہ کو رہنے دیں۔ وہ صاحب جرأت انسان ہیں اور اہل شام ان کی بات مانتے ہیں، اپنے عہدے پر قائم رہیں گے تو انھیں اس کی کوئی پروا نہ ہو گی کہ خلیفۂ وقت کون ہے۔ آپ انھیں معزول کر دیں گے تو وہ کہیں گے: خلافت بغیر مشورے کے قائم ہوئی ہے اور اسی خلیفہ نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ وہ قصاص کا مطالبہ کریں گے اور شام و عراق کے لوگ بھی باغی ہو جائیں گے۔ حضرت علی نے جواب دیا: میں معاویہ کو دو دن کے لیے بھی گورنر نہ رہنے دوں گا۔ تلوار ہی سے ان کا فیصلہ کروں گا۔ میں نے کہا: امیر المومنین، آپ دلیر ہیں، لیکن تدابیر جنگ سے ناواقف ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، جنگ چال بازی سے ہوتی ہے۔ حضرت علی نے کہا: تم مجھے مشورہ دیتے ہو تو میں اپنی راے بیان کرتا

ہوں۔ میں تمھاری بات نہیں مانتا تو تم میری ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہو۔ حضرت ابن عباس نے کہا: میں ہر حال میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ حضرت علی نے انھیں شام کا گورنر بنانے کی پیش کش کی، لیکن وہ نہ مانے اور کہا: معاویہ میری گردن اڑا دیں گے یا کم از کم جیل ہی میں ڈال دیں گے۔ اس کے بجاے آپ معاویہ کو خط تحریر کیجیے، ان کے ساتھ کچھ وعدے کیجیے اور ان پر احسانات کیجیے۔ حضرت علی نے کہا: ایسا ہر گز نہ ہو گا۔

گورنروں کی تقرری

۳۶ھ میں خلیفۂ چہارم حضرت علی نے گورنروں کا تقرر کیا۔ حضرت عثمان بن حنیف بصرہ کے، حضرت عمارہ بن شہاب کوفہ کے، حضرت عبیداللہ بن عباس یمن کے، حضرت قیس بن سعد مصر کے اور حضرت سہل بن حنیف شام کے گورنر مقرر ہوئے۔ حضرت سہل تبوک تک پہنچے تھے کہ گھڑ سواروں کے ایک دستے نے انھیں روک لیا اور پوچھا: کون؟ بتایا: گورنر شام۔ انھوں نے کہا: اگر تمھیں عثمان نے بھیجا ہے تو خوش آمدید! اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ حضرت علی کے پاس لوٹ گئے۔ حضرت قیس بن سعد حیلہ کر کے مصر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، ایلہ کے مقام پر انھیں روکا گیا تو انھوں نے اپنے آپ کو حضرت عثمان کا نمایندہ بتایا۔ ایک گروہ نے ان کی اطاعت قبول کر لی، دوسرا گروہ خرنبا (یا خربتا) میں اکٹھا ہو گیا اور اعلان کیا: اگر قاتلین عثمان مارے گئے تو ہم تمھارا ساتھ دیں گے۔ تیسرے دھڑے کا موقف تھا، ہم علی کے ساتھ شامل ہیں، مگر اس شرط پر کہ وہ ہمارے بھائیوں سے قصاص نہ لیں۔ حضرت عثمان بن حنیف کو عہد عثمانی کے گورنر عبداللہ بن عامر کی طرف سے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ انھوں نے بآسانی بصرہ پہنچ کر امارت سنبھال لی، تاہم وہاں حضرت علی کے مؤیدین و مخالفین کے علاوہ بھی ایک گروہ تھا جو یہ کہتا تھا کہ اہل مدینہ جو طرز عمل اختیار کریں گے، ہم بھی اسی پر چلیں گے۔ حضرت عمارہ بن شہاب کو طلیحہ بن خویلد نے ڈرا دھمکا کر واپس بھیج دیا کہ لوگ اپنا گورنر بدلنا نہیں چاہتے۔ وہ بھی حضرت علی کے پاس واپس پہنچ گئے۔ حضرت عبیداللہ نے یمن جا کر عہدہ سنبھال لیا، لیکن سابق گورنر یعلیٰ بن امیہ (منیہ، والدہ کا نام: ابن اثیر) تمام سرکاری خزانہ سمیٹ کر مکہ پہنچ چکے تھے۔

[باقی]

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"